خلافت لائبریری ربوہ

منگل | 2-دسمبر 1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
# الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 269 | منگل 2 شعبان-1418ھ 2 فتح 1376ہش 2-دسمبر 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

سچے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی' تو معلوم کرنا چاہئے کہ تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے۔ نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا' حالانکہ وہ بات بری ہوتی ہے۔ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی۔ جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیا دار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تو تو بہت ہی قابل رحم ہے۔ ان تین فقروں میں تو نے اپنے تین ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا۔ تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی' بے ہودہ' بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 280)

## سعادت مند اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرتے ہیں

(حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب امام جماعت احمدیہ الاول)

اللہ تعالیٰ اس میں اول اپنے ان احسانات کا تذکرہ فرماتا ہے جو مولیٰ کریم نے انسان پر کئے ہیں۔ اس تذکرہ کی وجہ یہ ہے کہ اگر آدمی کی فطرت اچھی ہو اور وہ سعادت مند ہو۔ فہیم ہو عقل کی مار اس پر نہ پڑی ہو۔ تو یہ بات ایسے انسان کی سرشت میں موجود ہے کہ جو کوئی اس پر احسان کرے تو محسن کی محبت طبعاً انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اسی طبعی تقاضائے فطرت کی طرف حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے اپنا کر ارشاد فرمایا ہے۔

(-) یعنی انسانی سرشت میں یہ داخل ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔ اسی قاعدہ اور تقاضا فطرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کلام الٰہی میں یہ طرز بھی اختیار کیا ہے کہ سعادت مندوں کو اپنے احسان و انعام یاد دلاتا ہے کہ وہ محبت الٰہی میں ترقی کر کے سعادت حاصل کریں۔ اندرونی اور بیرونی انعامات پر غور کریں اور سوچیں تا ان کی جناب الٰہی سے محبت ترقی کرے پھر یہ بھی انسان کی فطرت میں ہے۔ کہ جب انسان کسی سے محبت بڑھا لیتا ہے تو محبوب کی رضامندی کے لئے اپنا وقت اپنا مال اپنی عزت و آبرو غرض ہر عزیز سے عزیز چیز کو خرچ کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کے مطالعہ کی عادت پڑ جائے تو اسے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی۔ اور روز بروز محبت بڑھے گی۔ اور جب محبت بڑھ گئی تو وہ اپنی تمام خواہشوں کو رضاء الٰہی کے لئے متوجہ کر سکے گا۔ اور اس رضا الٰہی کو ہر چیز پر مقدم سمجھ لے گا۔ دیکھو سب سے بڑا عظیم الشان احسان جو ہم پر کیا وہ یہ ہے کہ ہم کو پیدا کیا۔ اگر کوئی دوست مدد دیتا ہے تو ہمارے پیدا ہونے اور موجود ہونے کے بعد۔ اگر کوئی بھلی راہ بتلا سکتا ہے یا علم پڑھا سکتا ہے مال دے سکتا ہے غرض کسی قسم کی مدد دیتا ہے تو پہلے ہمارا اور اس چیز کا اور دینے والے کا وجود ہوتا ہے تب جا کر وہ مدد دینے والا مدد دینے کے قابل ہوتا ہے۔ غرض تمام انعاموں کے حاصل کرنے سے پیشتر جو کسی غیر سے ہوں۔ پہلا اور عظیم الشان احسان خدا تعالیٰ کا یہ ہے کہ اس نے ہم کو اور

باقی صفحہ 7 پر

## توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

## خدا کی عظمت کو دل میں جگہ دو

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

ملازم لوگ تھوڑی سی نوکری کے لئے اپنے کام میں کیسے چست و چالاک ہوتے ہیں لیکن جب (عبادت) کا وقت آتا ہے تو ذرا ٹھنڈا پانی دیکھ کر ہی رہ جاتے ہیں۔ ایسی باتیں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں نہیں ہوتی۔ اگر خدا تعالیٰ کی کچھ بھی عظمت ہو اور مرنے کا خیال اور یقین ہو تو ساری سستی اور غفلت جاتی رہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں رکھنا چاہئے۔ اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہئے۔ اس کی گرفت خطرناک ہوتی ہے۔ وہ چشم پوشی کرتا ہے۔ اور درگزر فرماتا ہے۔ لیکن جب کسی کو پکڑتا ہے تو پھر بہت سخت پکڑتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 641)

## درخواست دعا

○ مکرم مولانا عطاء الکریم شاہد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام بیت الفضل لندن نے بذریعہ فیکس اطلاع دی ہے کہ مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق کے دل کا اپریشن امریکہ میں ہوا ہے اور حالت تشویشناک ہے۔ احباب سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم محمد اسلم صاحب خالد لندن سے تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم جو ہمہ وقت سلسلہ کی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں اور جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر سالہا سال سے لنگر خانہ کے منتظم ہوتے ہیں آج کل بڑھاپے کی وجہ سے کمزوری محسوس کرتے ہیں اور بعض عوارض بھی انہیں لاحق ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب صدیقی سابق امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد ڈویژن ان دنوں میرپور خاص میں شدید بیمار ہیں۔ انہیں دل کی تکلیف ہے نیز بلڈ پریشر کی تکلیف ہے احباب کرام سے ان کی جلد شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم چوہدری عبدالستار صاحب سابق انچارج پہریداران دفتر امانت ربوہ کی صحت بدستور علیل چلی آرہی ہے۔ ان کی کامل صحت کے لئے احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

## سانحہ ارتحال

○ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم قریشی نذیر احمد صاحب (وفات یافتہ) ڈرائیور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی مورخہ 97-11-29 بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اسی روز بعد مغرب بیت المبارک میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے جنازہ پڑھایا۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر دیوان نے دعا کروائی موصوفہ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم سفیر احمد قریشی صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ احباب سے موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

2 فتح 1376 ھش 2 دسمبر 1997ء

# بہتر زندگی کا لائحہ عمل

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں۔ اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو"

فقرہ تو چھوٹا سا ہے لیکن اس میں متعدد باتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ اور ان میں سے ہر بات اپنی زندگی کو اور معاشرے کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ پہلی بات جو اس فقرے میں فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ دل فریب سے پاک ہو۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں ہر خیال دل میں پہلے پیدا ہوتا ہے اور اس کا عمل بعد میں شروع ہوتا ہے۔ دل پاک ہو تو سب اعمال بھی پاک ہوتے ہیں۔ برائی کی طرف جانے کو جی ہی نہیں چاہتا۔ ہر اچھی بات کر گزرنے کے لئے انسان ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ دل سے ہر چشمہ پھوٹتا ہے نیکی کا بھی اور برائی کا بھی۔ اگر دل پاک ہو تو وہاں سے برائی کا چشمہ پھوٹنے کا امکان باقی نہیں رہتا۔ انسان اپنے ساتھ بھی انصاف کرتا ہے اور دوسروں کے ساتھ بھی انصاف کرتا ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں کرتا جس سے بلاوجہ دوسروں کو نقصان پہنچے یا ضرر پہنچے۔ کسی کو دھوکہ نہیں دیتا۔ کسی سے فریب نہیں کرتا۔ نہ اپنے آپ سے نہ کسی اور سے۔ جن لوگوں کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ ہو وہ دراصل نہ صرف دوسروں سے فریب کرتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو بھی دھوکا دیتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہمیں کرنا کچھ اور چاہئے اور وہ کرتے کچھ اور ہیں۔ یہ ہے دل کا فریب۔ پس آپ نے فرمایا کہ دل فریب سے پاک ہو۔ دراصل دل کا پاک ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس میں فریب کی کوئی رمق نہ ہو۔ ہر بات میں وہ سیدھا سادہ ہو۔

دوسری بات جو آپ نے فرمائی وہ یہ ہے کہ تمہارے ہاتھ ظلم سے بری ہوں۔ اگر دنیا سے ظلم کا خاتمہ ہو جائے کسی کا ہاتھ ظلم کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو یہ دنیا جنت نظیر بن جائے گی۔ سارے فسادات کی بنیاد ظلم ہے۔ اور ظلم کی کئی شقیں ہیں۔ ہاتھ سے بھی ظلم کیا جاتا ہے۔ زبان سے بھی کیا جاتا ہے۔ ذہن سے بھی کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ دوسروں کے ساتھ انصاف نہ برتنا ایک ایسا ظلم ہے جو کئی روپ دھار لیتا ہے۔ لوگوں کے حقوق مارتا ہے۔ اپنے حق سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان پر جور و ستم سے تعدی کرتا ہے۔ وہ آگے بڑھنا چاہیں تو انہیں آگے بڑھنے سے روکتا ہے۔ ہاتھ سے ظلم کرنا تو انتہائی طور پر ناپسندیدہ بات ہے۔ اور عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ سب سے زیادہ ظلم ہاتھ ہی سے کیا جاتا ہے۔ پس جب تک ہاتھ ظلم سے بری نہ ہوں۔ اس وقت تک لوگ بہتر زندگی بسر نہیں کر سکتے۔

تیسری بات جو فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں کسی رنگ میں بھی وہ بری بات دیکھنی نہ چاہیں۔ یہ بھی ہے کہ آنکھیں بری بات نہ دیکھیں اور یہ بھی ہے کہ جو کچھ آنکھیں دیکھتی ہیں اس کا برا تاثر نہ لیں۔ انسان دیکھتا کچھ ہے اور بعض اوقات کہتا کچھ اور ہے۔ گویا کہ اس کی آنکھیں جھوٹ بولتی ہیں۔ یہی آنکھوں کی ناپاکی ہے۔ ایسا کرنے سے ہم دوسروں کو بھی فریب دیتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی فریب کی حالت میں رکھتے ہیں۔

اس کے بعد جو آپ نے دو اور باتیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تمہارے اندر بجز راستی کے اور کچھ نہ ہو۔ راستی ہوگی تو دل فریب سے پاک ہوگا۔ راستی ہوگی تو ہاتھ ظلم سے بری ہوگا۔ راستی ہوگی تو آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہونگی۔ گویا کہ ان تمام باتوں کے لئے کلید راستی ہے اور جب انسان راستی اختیار کرے اور اس کے دل میں کوئی فریب بھی نہ ہو۔ اس کا ہاتھ ظلم بھی نہ کرے۔ اس کی آنکھیں ناپاک نہ ہوں تو ایک جذبہ از خود اس میں پیدا ہوگا۔ اور وہ ہے ہمدردی خلائق کا۔

دوسری بات جو حضرت صاحب نے فرمائی ہے وہ ہمدردی خلائق کی ہے۔ اور ہمدردی خلائق اس حد تک بڑھی ہوئی ہو کہ جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے تمہارے اندر بجز ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ ہر وقت اور ہر حال میں دوسروں سے ہمدردی کی جائے بلکہ انسان اس بات کی ٹوہ میں رہے کہ اس کے ماحول میں کس کس کو ہمدردی کی ضرورت ہے۔ اور پھر وہ اپنا کردار ادا کرے اور ان سے ہمدردی کرے۔

پس اس چھوٹے سے فقرے میں حضرت صاحب نے زندگی کو بہتر بنانے اور کردار کو بلند سے بلند تر کرنے کے اصول بیان فرما دئے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس فقرے کے ہر جزو پر غور کریں اور اسے اپنی زندگی کا لازمہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا کرے۔

اللہ کرے آپ کا آنا ہو مبارک
جب جانے کا وقت آئے تو جانا ہو مبارک
اس شہر کے ہر کونے میں گھومے ہیں بصد شوق
اس طرح یہاں پھرنا پھرانا ہو مبارک
بستا رہے گھر آپ کا خوشیوں کے سہارے
اب ایک نئے گھر کا بسانا ہو مبارک

مکرم عبدالرشید صاحب جو برازیل سے اپنی شادی کے لئے ربوہ تشریف لائے

ابوالاقبال

خلافت لائبریری ربوہ



Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم سید عبدالحی ناظر اشاعت

ماہنامہ خالد "ناصر نمبر"

# حضرت امام جماعت الثالث کی دلنشین یادیں

حضرت بانی سلسلہ نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر اور بزرگان دین کی حیات طیبہ کا گہرا مطالعہ فرما کر نیز خود صاحب تجربہ ہونے کی حیثیت سے مقربان بارگاہ احدیت کی جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں وہ کسی شخص کے روحانی مرتبہ کو سمجھنے کے لئے ایک معیار اور ایک پیمانہ ہیں۔ ان صفات کی کیفیت اور کمیت کی نسبت سے اس شخص کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات بھی جلوہ گر ہوتی ہیں۔

حضرت امام جماعت الثالث کے روحانی مقام کے صحیح ادراک کے لئے ہمیں محبوبان الٰہی کی ان خصوصیات کا مطالعہ کرنا چاہئے جو براہین احمدیہ حصہ پنجم میں حضرت بانی سلسلہ نے ذیل کے الفاظ میں بیان فرمائی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اب یہ بھی یاد رہے کہ بندہ تو حسن معاملہ دکھلا کر اپنے صدق سے بھری ہوئی محبت ظاہر کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ اس کے مقابلہ پر حد ہی کر دیتا ہے۔ اس کی تیز رفتار کے مقابل پر برق کی طرح اس کی طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور زمین و آسمان سے اس کے لئے نشان ظاہر کرتا ہے اور اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور اگر پچاس کروڑ انسان بھی اس کی مخالفت پر کھڑا ہو تو ان کو ایسا ذلیل اور بے دست و پا کر دیتا ہے جیسا کہ ایک مرا ہوا کیڑا۔ اور محض ایک شخص کی خاطر کے لئے ایک دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور اپنی زمین و آسمان کو اس کا خادم بنا دیتا ہے۔ اور اس کی کلام میں برکت ڈال دیتا ہے اور اس کے تمام در و دیوار پر نور کی بارش کرتا ہے اور اس کی پوشاک میں اور اس کی خوراک میں اور اس مٹی میں بھی جس پر اس کا قدم پڑتا ہے ایک برکت رکھ دیتا ہے اور اس کو نامراد ہلاک نہیں کرتا اور ہر ایک اعتراض جو اس پر ہو اس کا آپ جواب دیتا ہے۔ وہ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ دشمن پر حملہ کرتا ہے۔ وہ اس کے دشمنوں پر آپ نکلتا ہے اور شریروں پر جو اس کو دکھ دیتے ہیں آپ تلوار کھینچتا ہے ہر میدان میں اس کو فتح دیتا ہے اور اپنی قضاء و قدر کے پوشیدہ راز اس کو بتلاتا ہے۔

غرض پہلا خریدار اس کے روحانی حسن و جمال کا جو حسن معاملہ اور محبت ذاتیہ کے بعد پیدا ہوتا ہے خدا ہی ہے۔ پس کیا ہی بد قسمت وہ لوگ ہیں جو ایسا زمانہ پاویں اور ایسا سورج ان پر طلوع کرے اور وہ تاریکی میں بیٹھے رہیں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 66-65)

خدا تعالیٰ کی یہ عظیم تجلیات جو اس کے محبوبان الٰہی کے ذریعہ اس دنیا میں ظاہر ہوتی ہیں۔ بخدا ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت امام جماعت الثالث کی زندگی میں کامل شوکت اور پورے جلال سے ظاہر ہوتے دیکھیں۔ وہ عظیم الشان قہری نشان جو آپ کی متضرعانہ دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں ظاہر ہوا۔ اس نے جماعت کے افراد کو خدا تعالیٰ کے وجود پر، اور امامت کی برکات پر زندہ ایمان بخشا اور حق الیقین کے مرتبہ پر لا کھڑا کیا۔ یہ عظیم شخص پورے صدق اور ثبات کے ساتھ ایک مضبوط چٹان کی طرح مخالفت کے طوفانوں اور مصائب کی آندھیوں سے نبرد آزما رہا۔ اس کے قدم صدق کو حالات کی شدت متزلزل نہ کر سکی۔ وہ ایک کوہ وقار تھا جس کی دل آویز مسکراہٹیں غموں کی تلخی کو سکینت کی شیرینی سے بدل دیتی تھیں۔ اس کا قادر و توانا خدا کی قدرتوں پر کامل ایمان ہی جماعت کی کشتی کو ان طوفانوں سے نکال لایا۔ اس کی استقامت کرامت سے بڑھ گئی۔ لیکن اس قدر عظیم وجود اپنی ذات میں انتہائی خاکسار، انتہائی منکسر المزاج شخص تھا۔ حضرت بانی سلسلہ کی جس خدائی خبر کو اس نے اپنی زندگی کا ماٹو قرار دیا تھا وہ تھا "تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں" (تذکرہ) حضرت امام جماعت الثالث اس کا جیتا جاگتا نمونہ تھے کبھی اپنے علم، اپنی خاندانی وجاہت، اپنے مال و دولت اپنے مقرب الٰہی ہونے پر ناز نہیں کیا۔ ہمیشہ خاکساری کا اظہار فرماتے تھے۔ اپنے خدام میں بھی یہ خلق دیکھنے کے متمنی تھے۔ آپ کا انکسار، تواضع اور خاکساری ہی تھے جس کے نتیجہ میں حضرت صاحب مسند امامت پر متمکن ہونے سے قبل اکثر ظاہر بین نگاہوں کے لئے محجوب الحال تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جب قمیص امامت سے ملبوس فرمایا تو یہ ظاہر بین نگاہیں طرح طرح کے اندیشوں اور اوہام میں گرفتار تھیں لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کا یہ تیسرا مظہر اور آسمان روحانیت کا یہ کوکب دری جوں جوں افق سے بلند ہوتا گیا اس کے نور کی ضیاء پاشیاں تیز سے تیز تر ہوتی گئیں۔ پھر اس کا علم لدنی، اس کی معرفت، علوم ظاہری و باطنی پر عبور سب آہستہ آہستہ دنیا پر ظاہر ہوتے گئے۔ دنیا پر آپ کے علمی کمالات کھلنے شروع ہوئے۔ دنیا نے دیکھا کہ آپ نے انتہائی نامساعد حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو کر حضرت بانی سلسلہ کے پیغام کو کمال جرات اور نہایت دلیری سے مملکت کی ایوانوں تک پہنچا دیا۔ ان کے اعتراضات کے ایسے مسکت جوابات دیئے کہ ان کو یہ شک ہو گیا کہ شائد آپ کو پہلے ہی ہونے والے سوالات کی فہرست مہیا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شک کو بھی دور کرنے کے سامان کئے جب ایک اہم شخصیت نے خود سوالات کرنے شروع کر دیئے اور آپ کی طرف سے پورے اعتماد کے ساتھ نہایت فاضلانہ رنگ میں حضرت بانی سلسلہ کے علم کلام کا کامیاب دفاع کیا گیا۔ اس سارے عرصہ میں حضرت صاحب تیاری کی نسبت دعاؤں کے لئے زیادہ وقت دیتے تھے۔ نہایت مطمئن تھے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ تھا اور اسی کی دی ہوئی توفیق اور روح القدس سے تائید یافتہ ہو کر اپنا موقف اس طور سے بیان فرماتے تھے کہ سننے والے حیران ہو جاتے تھے۔ اور پھر آپ کے مختلف دورہ ہائے یورپ و امریکہ میں آپ کی فی البدیہہ تقاریر، اخبار نویسوں کے غیر متوقع سوالات پر آپ کے برجستہ جوابات، دور حاضر کے دانشوروں کے سامنے دینی تعلیمات کو پیش کرنے کا انداز دانایان مغرب کو ششدر کر دیتا تھا۔

حضرت بانی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

"جو شخص کعبہ کی بنیاد کو ایک حکمت الٰہی کا مسئلہ سمجھتا ہے وہ بڑا عقلمند ہے کیونکہ اس کو اسرار ملکوتی سے حصہ ہے"۔ (تذکرہ صفحہ 185)

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے حضرت امام جماعت الثالث کو 1967ء میں تعمیر بیت اللہ کے عظیم الشان مقاصد کے متعلق بہت وسیع علم عطا کیا اور آپ نے غالباً اڑھائی ماہ مسلسل اپنے دس خطبات میں اس موضوع کو تفصیل سے جماعت کے سامنے بیان فرمایا۔

حضرت صاحب کے یہ سارے علمی کمالات مسند امامت پر متمکن ہونے کے بعد دنیا پر ظاہر ہوئے۔ عجز و انکسار کے اس پیکر کو باوجود دنیوی وجاہت اور عمر کے تقاضوں کے میں نے بارہا حضرت امام جماعت الثانی کے سامنے ایک مؤدب اور معصوم بچے کی طرح نظریں جھکائے کھڑا دیکھا۔ ان کے سامنے کبھی بلند آواز یا بے تکلفی سے بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ بھی عجز و انکسار ہی کا ایک دلنشین مظاہرہ تھا کہ مسند امامت پر متمکن ہونے کے بعد بلکہ وفات تک حضرت صاحب جب سفر کے لئے روانہ ہونے لگتے یا کوئی اہم کام درپیش ہوتا تو باوجود خود مستجاب الدعوات ہونے کے مولانا غلام رسول راجیکی صاحب، حضرت حافظ مختار احمد شاہجہانپوری، مولانا محمد ابراہیم بقاپوری صاحب، مولانا عبداللطیف صاحب بہاولپوری، مولانا جلال الدین شمس صاحب، قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری اور جماعت کے اور بھی کئی بزرگوں کو دعا کے لئے لکھتے تھے۔

حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بسطۃ فی العلم والجسم کی صفات سے نوازا تھا۔ بڑی بارعب شخصیت کے مالک تھے لیکن دل بہت نرم تھا۔ اور اس نرمی پر آسانی سے کسی کو آگاہ نہیں ہونے دیتے تھے۔ میرے ایک بزرگ خواجہ عبدالعزیز ڈار آسنور مقبوضہ کشمیر کے ایک مخلص احمدی تھے۔ بڑھاپے سے پہلے طبیعت کے بہت تیز تھے۔ حضرت صاحب جن دنوں صدر، صدر انجمن احمدیہ تھے خواجہ صاحب کا ایک احمدی کے ساتھ لین دین کا معاملہ تھا جس کی شکایت انہوں نے حضرت صاحب کو بھی کی تھی۔ اسی سلسلے میں آپ نے حضرت صاحب کی خدمت میں چند خط ایسے بھی لکھے جن کا لہجہ درشت تھا۔ حضرت امام جماعت الثانی کی وفات پر جب انتخاب امامت کا مرحلہ آیا تو خواجہ صاحب بڑے پریشان تھے۔ پریشانی کا ایک حصہ تو اس طرح دور ہو گیا کہ آپ کو بتایا گیا کہ حضرت صاحب امام جماعت منتخب ہوں گے اور حکم ہوا اسمعوا و اطیعوا۔ اس لئے انشراح سے بیعت تو کر لی لیکن حضرت صاحب کے سامنے آنے سے ہچکچاتے تھے۔ دل میں احساس تھا کہ میں نے حال ہی میں حضرت صاحب کے نام بڑے تیز خط لکھے ہیں۔ حضرت صاحب انہیں بھول تو نہیں سکتے۔ ایک دن جرات کر کے ملاقات کے لئے نام لکھوایا تو حضرت صاحب نے باوجود نام آخر پر ہونے کے خواجہ صاحب کو پہلے بلوایا۔ اٹھے بغلگیر ہوئے اور بڑی شفقت سے حالات پوچھے۔ اور خواجہ صاحب کا حال یہ تھا کہ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ بات کر نہیں پاتے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا خواجہ صاحب میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے دعا کروں گا۔ بعد میں خواجہ صاحب حضرت صاحب سے بہت بے تکلف ہو گئے تھے لیکن حضرت صاحب نے کبھی ماضی کی باتوں کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا۔

حضرت صاحب کی پر رعب شخصیت اور شفقت کے تعلق میں یہ بات بھی مجھے یاد آئی ہے کہ جب حضرت صاحب نے سلسلہ کے بعض اہم کام میرے سپرد فرمائے تو پہلی محکمانہ ملاقات میں جب حضرت صاحب نے خاکسار کو یاد فرمایا اور میں آپ کے سامنے گیا تو میرے ہاتھ فرط رعب سے لرز رہے تھے۔ حضرت صاحب نے انتہائی ملاطفت سے خاکسار کو فرمایا نروس ہونے کی کیا بات ہے۔ کام کو اچھی طرح مجھ سے سمجھ لیا کرو اور اسے پوری محنت سے کرو۔ پھر میرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا جس سے میری یہ حالت جاتی رہی۔

آپ اعتماد کرنے میں جلدی نہیں کرتے تھے اور جب کسی پر اعتماد کر لیتے تھے تو پھر اس کو بھرپور شفقت، رہنمائی اور عفو و درگذر سے نوازتے تھے اور نوازتے ہی چلے جاتے تھے۔ اگر خدانخواستہ کوئی شخص اپنے کسی فعل کی وجہ سے اس اعتماد کو کھو دیتا تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایسے برتن کے استعمال کو ناپسند فرمایا گیا ہے جس میں بال آگیا ہو۔ محکمانہ کاموں میں آپ کی احتسابی نظر بہت تیز تھی۔ بعض دفعہ حضرت صاحب کی ایک نظر سے انسان پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سلسلہ کے لئے کام کرنے والوں کے لئے آپ کی محبت اور شفقت بھی بے حساب ہوتی تھی۔

ہمارے ایک ساتھی محمد شفیق صاحب سلسلہ کے بڑے ہی مخلص، انتھک محنت کرنے والے اور نڈر کارکن تھے۔ حضرت صاحب ان پر بہت مہربان تھے۔ جماعتی مقاصد کے خاطر ایک سفر کے دوران برما میں جب ایک حادثے میں وفات پائی تو ان کے لئے حضرت صاحب کا کرب چہرے سے عیاں تھا اور جس درد کے ساتھ حضرت صاحب نے ان کا جنازہ پڑھایا تھا شاید ہی کسی خوش قسمت کو نصیب ہوا ہو۔

قریب کے زمانہ کی بات ہے ایک مقدمہ کے سلسلہ میں میری گرفتاری کے وارنٹ نکلے۔ آپ کسی بھی طرح یہ اطلاع بھجوا سکتے تھے لیکن آپ نے اپنے ایک بیٹے کو بھجوایا کہ عبدالحیٔ کو کہو گھبرانا نہیں میں اس کے لئے دعا کروں گا۔ یہ آپ کی خاص شفقت تھی اور پھر آپ کی دعا سے ہی حالات نے ایسا رخ اختیار کیا کہ مجھے قید و بند کی صعوبت اٹھانی نہیں پڑی ایک مقدمہ میں جماعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بہت سے معروف احباب ملوث کئے گئے۔ پیشی کے لئے جانے سے پہلے حضرت صاحب سے دعا کی درخواست کی گئی۔ حضرت صاحب کی دعا اور اس ہدایت کا اعجاز تھا کہ فریق مقابل باوجود اپنی عددی برتری اور ظاہری علم اور دیگر موافق حالات کے سامنے آنے سے گریزاں رہا۔ اور جہاں ہمارے وکیل نے ایک گھنٹہ جماعت کے موقف کے تائید میں عقلی اور نقلی دلائل پیش کئے انہیں موقعہ بھی دیا گیا لیکن انہیں ایک لفظ بھی کہنے کی ہمت نہیں پڑی۔

قبولیت دعا کے سلسلہ میں یہ امر ذکر کرنا غیر مناسب نہ ہوگا کہ حضرت صاحب نے مسند امامت پر متمکن ہونے کے بعد فرمایا تھا کہ میں نے اپنے رب سے آپ لوگوں کے لئے قبولیت دعا کا نشان مانگا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام الثالث کی اس دعا کو قبول فرماتے ہوئے آپ کو اس روحانی عطیہ سے نوازا تھا۔ آپ کے دور امامت میں قبولیت دعا کے لئے ایسے انفسی اور آفاقی ہزاروں ہزار واقعات ہیں جو خارق عادت طور پر ظاہر ہوئے۔ ہر ملک اور قریباً ہر خاندان ان کا ذاتی گواہ ہے۔ میں بطور مثال ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جو غالباً ابھی تک بوجوہ شائع نہیں ہوا۔ گذشتہ سال کی بات ہے ہمارے عزیز خواجہ عبدالغفار صاحب ڈار سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کی بیٹی عزیزہ نعیمہ کے متعلق ہولی فیملی ہسپتال کے ڈاکٹروں نے بتایا کے ٹسٹوں اور معائنہ کے بعد ان کی حتمی رائے یہ ہے کہ اس کا صبح اپریشن ہوگا کیونکہ جنین میں کوئی حرکت نہیں۔ اگر اس میں دیر کی گئی تو زہر پھیل جانے کے نتیجہ میں خود اس کی موت کا خطرہ ہے۔ اتفاق سے حضرت صاحب ان دنوں اسلام آباد آئے ہوئے تھے۔ محترم خواجہ صاحب نے بڑی بے چینی اور کرب سے حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے اطلاع دی۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں دعا کروں گا۔ آپ گھبرائیں بالکل نہیں۔ اپریشن کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس کے ساتھ ہی حضرت صاحب نے ظاہری اسباب کی رعایت سے ہومیو پیتھی کی ایک دوائی بھی بتائی اور فرمایا کہ اسے بار بار استعمال کریں۔ دوسرے دن جب بچی کو ہسپتال لے جایا گیا تو ڈاکٹر حیران ہو گئے۔ انہوں نے بتایا کہ بچے میں حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ زندگی کے آثار نمایاں ہیں۔ یہ حضرت صاحب کی ذاتی توجہ اور دعا کا اعجاز تھا۔ بعد میں حضرت صاحب کی دعاؤں کے طفیل یہ بچہ بخیریت تولد ہوا۔

حضرت صاحب توکل کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے جس کی تصدیق خود اللہ تعالیٰ کی اس خبر میں موجود ہے جو حضرت صاحب کو 1970ء کے دورہ سپین کی تاریخی سرزمین میں ملی تھی حضرت صاحب نے سپین کے مختصر دورہ میں دین حق کے احیاء کے لئے تضرع اور ابتہال سے دعائیں مانگیں اسی دوران وہ رات بھی آئی جب حضرت صاحب ساری رات دین حق کی عظمت رفتہ کو یاد کرتے ہوئے نہایت کرب سے اس سرزمین میں دین حق کی نشاۃ ثانیہ کے لئے دعا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبولیت بخشی اور آپ کو فرمایا۔ ترجمہ۔ جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے مقصد کو پورا کر کے چھوڑتا ہے۔ اور اس نے ہر کام کے لئے وقت مقرر فرمایا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ حضرت صاحب کو یہ خبر 1390 (مطابق 1970ء) میں ملی اور 1397 کے بعد سپین کے سیاسی حالات میں وہ انقلاب برپا ہوا جس کے نتیجہ میں وہاں صدیوں کے بعد مذہبی آزادی کا سورج طلوع ہوا اور جماعت احمدیہ کو بیت کے لئے زمین خریدنے اور بیت تعمیر کرنے کی اجازت مل گئی اور حضرت صاحب کے ہاتھ سے 1400 ہجری مطابق 1980ء میں اس بیت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ سپین کا یہ انقلاب حضرت صاحب کے توکل علی اللہ اور مضطربانہ دعاؤں کے نتیجہ میں رونما ہوا۔

زندگی کے دیگر معمولات میں بھی حضرت صاحب ایک متوکل انسان تھے۔ آپ کو تدریس کے شعبہ سے لمبا عرصہ تعلق رہنے کی وجہ سے طلباء اور خاص طور پر صحت مند طلباء سے بہت انس تھا۔ تعلیم الاسلام کالج میں رونگ اور باسکٹ بال کے کھلاڑی سب سے زیادہ حضرت صاحب کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ بچوں سے بہت پیار فرماتے تھے۔ بچوں کی صحت کا آپ کو بہت خیال رہتا تھا۔ عموماً والدین کو بچوں کی صحت، غذا اور معمولات میں توازن رکھنے کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ آپ نے جماعت کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے خصوصی پروگرام شروع فرمائے تھے۔ ذہین اور مستحق بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے گرانقدر وظائف نیز امتیاز سے یونیورسٹی اور بورڈز کے امتحانات پاس کرنے والے طلباء اور طالبات کے لئے طلائی تمغے جاری کئے۔ تعلیم کو عام کرنے کے لئے ہر احمدی بچے کے لئے کم از کم تعلیم میٹرک مقرر فرمایا آپ کو زراعت، باغبانی اور تعمیرات کا بطور خاص شوق تھا۔ جماعتی لٹریچر کی خوبصورت GET UP سے بہت محظوظ ہوتے تھے جب حضرت صاحب کی خدمت میں کسی بیرونی مشن سے سلسلہ کی کوئی خوبصورت کتاب طبع ہو کر آتی تو آپ بہت مسرور ہوتے تھے۔ سلسلہ کی جملہ تعمیرات خصوصاً بیت بشارت پیڈرو آباد سپین کی تعمیر کے دوران چھوٹی سے چھوٹی تفصیل بھی حضرت صاحب نے بصد شوق خود طے فرمائی۔ اس کے دروازے کھڑکیاں، محراب، گنبد اور مینار سب کے تفصیلی ڈیزائن آپ کے تجویز فرمودہ یا آپ کے منظور شدہ تھے یہی حال ساری تعمیرات کا تھا۔

آپ کو اپنی رفیق زندگی سے بہت پیار تھا جس کا اظہار کئی رنگ میں ہوتا رہتا تھا لیکن جب قضائے الٰہی سے ان کی وفات ہو گئی تو آپ نے راضی برضائے الٰہی اور صبر کا جو غیر معمولی نمونہ دکھایا وہ بھی ہم جیسوں کے لئے حیران کن تھا۔

محبت کا یہ سفیر سراپا محبت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جہاں جماعت کے لئے بے پایاں محبت عطا کی تھی۔ جماعت کے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ سے بے انتہا محبت پیدا کی تھی جس کا ادنیٰ سا مظاہرہ دنیا نے آپ کی وفات کے موقعہ پر دیکھا۔

○○○

حکیم محمد سعید

بشکریہ روزنامہ پاکستان 26 نومبر 1997ء

# نفرت کیا ہے؟

ہر انسان جذبات رکھتا ہے اس کا کوئی جذبہ ایسا نہیں ہے جو اس کے اخلاق پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اکثر جذبات ایسے ہیں جن سے انسانی اخلاق کا پہلو متاثر ہوتا ہے۔ ان میں نفرت ایک ایسا جذبہ ہے جس کے منفی اثرات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس جذبے سے انسان کے اخلاق و عادات اور طرز فکر میں ایسی برائیاں اور خامیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو اس کی شخصیت کے توازن کو بالکل ختم کر دیتی ہیں اور سکون و مسرت کے احساس کو تلخیوں میں بدل دیتی ہیں۔ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ نفرت اور عناد سے عداوت اور دشمنی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور آدمی جن لوگوں سے نفرت کرتا ہے ان کو نقصان پہنچانے یا ان کی تذلیل و اہانت کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اس کی اس کوشش میں دوسروں کا کچھ بگڑے یا نہ بگڑے، اس کی اپنی نیند ضرور حرام ہو جاتی ہے اور جارحیت اس کے مزاج کی خصوصیت بن جاتی ہے۔ مردم بے زاری کی وجہ سے معاشرے سے اس کا رشتہ کٹ کر رہ جاتا ہے۔ انجام کار ایسے شخص کے فکر و عمل کا دائرہ صرف اس کی اپنی ذات تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔

اگر نفرت کے اثرات کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ اس جذبے کی وجہ سے انسان میں خود غرضی، جارحیت، دشمنی اور عداوت پیدا ہوتے ہیں۔ خلوص و انس، محبت و ہمدردی، ایثار و قربانی اور فیاضی نیز عفو و درگزر انسانی اور اخلاقی خوبیاں ہیں، مگر نفرت کا حقیر جذبہ ان خوبیوں کو ختم کر دیتا ہے۔ نتیجے کے طور پر دوسروں سے نفرت کرنے والا انسان اپنے معاشرے میں خود قابل نفرت بن جاتا ہے۔ لوگ اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں، کیوں کہ اجتماعی زندگی کی بنیاد باہمی تعاون پر قائم ہے۔ ہم اگر دوسروں سے محبت کریں گے تو دوسرے بھی ہمیں عزت و احترام کی نظروں سے دیکھیں گے اور ہمارے ساتھ تعاون پر خود کو آمادہ کریں گے۔ اس باہمی محبت کی وجہ سے زندگی پر مسرت اور پر سکون ہو گی اور سب کے دل آپس میں جڑے رہیں گے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ نفرت اور بے زاری مغرور اور خود پسند آدمی کے مزاج کے لوازم ہوتے ہیں۔ غرور ہی کی وجہ سے انسان دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے اور ان کو ناپسند کرتا ہے اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نفرت صرف ایک ہی برائی نہیں ہے، بلکہ بے شمار اخلاقی برائیوں کا مجموعہ ہے۔ ایک نفرت کرنے والے یا مردم بے زار انسان کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ صرف اس ایک اخلاقی برائی میں مبتلا ہے، غلط ہے۔ وہ مغرور بھی ہے، کینہ پرور بھی ہے اور دوسروں کا بھی دشمن ہے اور اپنا بھی۔

محبت کی طرح نفرت بھی ایک فطرتی جذبہ ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص شعور و احساس تو رکھتا ہو، مگر محبت و نفرت کے جذبات اس کے دل میں نہ ہوں اس لئے یہ تقاضا تو ہرگز نہیں کیا جا سکتا کہ دل کو جذبہ نفرت سے بالکل پاک کر لیا جائے، لیکن اس جذبے کی بیداری کا موقع و محل ضرور متعین کیا جا سکتا ہے۔

اسلام جو ایک فطری دین ہے اور انسانی اخلاق کا سب سے بہتر تزکیہ کرتا ہے، ہمیں یہ بتاتا ہے کہ سب سے پہلے ہمیں نفرت و محبت کے جذبات کو کسی بلند اور اعلیٰ مقصد کے تابع کرنا چاہئے۔ وہ مقصد عظیم اللہ تعالیٰ کی رضا ہے یعنی اسی کے لئے محبت کی جائے اور اسی کے لئے نفرت کی جائے۔ اس طرح جذبہ نفرت میں نہ صرف اعتدال پیدا ہو گا، بلکہ وہ ایک اصول کے تابع ہو کر ذاتی رنجش و عداوت، بہیمانہ جارحیت اور دشمنی اور ایسے بغض و کینہ سے پاک ہو گا جو بالکل نفسانی ہوتی ہے اور جس کا محرک صرف اپنا مفاد یا غلط احساس برتری ہوتا ہے جس کی بناء پر معاشرے سے اس شخص کا رشتہ بالکل ٹوٹ جاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا ایمان کی کون سی زنجیر زیادہ مضبوط ہے انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہتر علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا محبت ہو تو اللہ ہی کے لئے ہو اور ناراضگی ہو تو اللہ ہی کے لئے۔

اس للہیت کا مطلب یہ ہے کہ جذمات نفرت و [illegible] سے نفسانی اعمال اور اس کے برے اخلاق سے نفرت کی جائے اور جب تک اس میں وہ موجود رہیں۔ علیحدگی اور بے زاری اختیار کی جائے اور جب وہ دور ہو جائیں تو اس سے محبت کی جائے۔

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں نفرت کا محور انسان نہیں ہے، بلکہ سوء عمل اور سوء اخلاق ہے۔

اسلام انسان سے دائمی نفرت و کراہت سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ وہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اولاد آدم کی حیثیت سے ہم سب برابر ہیں۔ فرق صرف شرک و توحید کا ہے، اچھے اور برے عمل کا ہے۔ کوئی پیدائشی طور پر بد نہاد نہیں ہوتا اور کوئی خلقی طور پر بد گیر نہیں ہوتا۔ ساری برائیاں عمل و کردار کی ہیں، اس لئے نفرت و بے زاری اعمال بد سے ہونی چاہئے۔ قرآن پاک میں ہے۔ ترجمہ، (مگر اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے لئے دل پسند بنایا اور کفر و فسق اور نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا۔) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومن یا فاسق کی ذات کی بجائے مومن کے ایمان کو محبت اور فاسق کے فسق و فجور کو نفرت کا عنوان قرار دیا ہے۔ ایک مسلمان کسی انسان سے نفرت نہیں کر سکتا، بلکہ قرآنی ہدایت کی روشنی میں وہ اس کی برائیوں سے نفرت کرتا ہے۔ اس کی یہ اصولی نفرت ایک طرف تو اس کے اخلاق کو بے اعتدالی سے محفوظ رکھتی ہے اور اس کو نفسانی اور ذہنی امراض سے بچاتی ہے دوسری طرف اس کے مزاج میں اتنا لوچ پیدا کرتی ہے کہ اہل کفر اس کی اخلاقی بلندی دیکھ کر،

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد ذکریا ورک۔ کنگسٹن

# گیلی لیو....... عدالت میں

سترھویں صدی میں جب یورپ میں عیسائیت کا غلبہ زوروں پر تھا دو سائنس دانوں کو پاپائے روم کے حکم پر اس وجہ سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں کیونکہ وہ مقدس بائبل کے اس نظریہ سے متفق نہ تھے کہ زمین کائنات کا مرکز ہے۔

ذرا چشم تصور کے سامنے روم شہر کا نقشہ لائیں جب 17 فروری 1600ء کو ایک شخص کو شہر کے پبلک اسکوائر میں لایا گیا اور زمین میں گڑے لکڑی کے پول سے مضبوطی سے باندھ کر نذر آتش کر دیا گیا اس شخص کا نام جیور ڈانو برونو Giordano Bruno تھا۔ شہر کے اس فلاسفر کو نذر آتش کیوں کیا گیا؟ اس کا جرم یہ تھا کہ وہ پولش سائنسدان نکولس کوپر نیکس 1543-1473 کے نظام کائنات پر اعتقاد رکھتا تھا جس کے مطابق زمین اس کائنات کا مرکز نہ تھی اس کا یقین تھا کہ یہ کائنات لامحدود ہے اس میں ہمارے سورج کی طرح اور بھی آفتاب موجود ہیں نیز یہ کہ زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے۔

برونو کا عقیدہ پاپائے روم کو سخت ناگوار گزرتا تھا کیونکہ اس سے بائبل پر کاری ضرب لگتی تھی حالانکہ برونو نے ایک عرصہ عیسائیت کے پرچار میں بطور پادری کے گزارا تھا مگر جب اس پر حقیقت آشکارا ہوئی تو اس نے اس کا برملا اظہار کر دیا۔ نتیجۃً اس کو جیل میں پھینک دیا گیا۔ جہاں وہ سات سال تک پڑا رہا اس پر مذہبی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا جس نے یہ فیصلہ دیا "یہ شخص سزا کا مستحق ہے مگر اس کے خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہے" جس کا مطلب یہ تھا کہ اس کو نذر آتش کر دو جب اس کے اردگرد لکڑیوں کو آگ لگائی جانے لگی تو وہاں موجود پادریوں کو وہ یوں مخاطب ہوا "تم لوگ اس فیصلہ سے خوفزدہ ہو جتنا کہ وہ شخص جس کے خلاف یہ فیصلہ دیا گیا ہے" برونو کے الفاظ حقیقت کے آئینہ دار تھے فی الواقعہ روم کی مذہبی اسٹیبلشمنٹ کوپرنیکس کے نظریات سے سخت خوفزدہ تھی برونو کو آگ لگا کر ان لوگوں نے نظریہ کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی مگر صد حیف پاپائے روم اور اس کے پیروکار یہ نہ جانتے تھے کہ سائنس کی دنیا میں نئے نظریات کے سیلاب کو وہ اپنے فتووں سے روک نہ سکیں گے۔ انسان کو تو نذر آتش کیا جا سکتا ہے مگر آئیڈیاز کو نہیں۔ برونو کو تو انہوں نے خاک میں سلا دیا مگر اب اس کی جگہ جو لینے والا تھا وہ اس سے بھی زیادہ بہادر اور مرد قلندر تھا اس کا نام تھا گیلی لیو۔

**تجرباتی سائنسدان** گیلی لیو گیلی لائی کی پیدائش 15 فروری 1564ء کو اٹلی کے شہر پیسا Pisa میں ہوئی جو لیننگ ٹاور کی وجہ سے دنیا میں مشہور ہے۔ اس کے والد نے اس کو شہر کی یونیورسٹی میں میڈیسن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل کرایا مگر وہ ریاضی کے لیکچر ہال کے باہر وقت گزار دیتا تھا ایک روز اس نے جیومیٹری پر ایک لیکچر سنا جس کے بعد اس نے سائنس کی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا ابھی وہ تئیس سال کا تھا کہ اس کا تقرر اسی جگہ ریاضی کے پروفیسر کے طور پر ہوا۔ اس کا والد خود ایک قابل ریاضی دان تھا جس کے سات بچے تھے گیلی لیو سب سے بڑا بیٹا تھا۔

گیلی لیو کی پرورش مذہبی ماحول میں ہوئی ایک روز وہ شہر کے کیتھیڈرل میں صبح کے وقت عبادت کے لئے گیا تو اس نے دیکھا کہ کھڑکی سے آتی ہوا سے چھت سے لٹکا لیمپ ایک طرف سے دوسری طرف جھول رہا تھا۔ جونہی ہوا کا زور کم ہوا تو اس کی گردش بھی کم ہو گئی مشاہدہ کی بات یہ تھی کہ لیمپ کی Swing چاہے لمبی تھی یا مختصر دونوں میں ایک جیسا وقت لگتا تھا اور یہ دیکھنے کے لئے کہ کتنا وقت لگتا تھا اس نے اپنی نبض کو گھڑی کے طور پر استعمال کیا۔ اس معمولی مشاہدہ سے اس نوجوان نے "لاء آف پینڈولم" دریافت کیا۔ بعد میں اس نے اپنی لیبارٹری میں دریافت کیا کہ اس پینڈولم کے کونے پر لگے وزن کا اس کی سونگ Swing پر کوئی اثر نہ تھا۔

مغربی سکالرز پر یونان کے فلسفی ارسطو کے نظریات کا بہت اثر تھا جو آج سے صدیوں پہلے یہ کہہ چکا تھا کہ مختلف اشیاء مختلف رفتار سے زمین کی طرف گرتی ہیں۔ گیلی لیو اس نظریہ سے اتفاق نہ کرتا تھا چنانچہ اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے وہ شہر کے 179 فٹ بلند مینار Tower of Pisa پر چڑھ گیا اور وہاں سے اس نے ایک Cannon ball اور ایک Musket ball بیک وقت گرائے جو دونوں ایک وقت پر گرے۔ جب وہ تجربہ کر چکا تو اسکے ذہن میں ایک اور سوال ابھرا کہ جب اس نے یہ گیند گرائے تو کیا اس دوران ان کی رفتار ایک جیسی تھی یا کہ ان کی رفتار اس سے زیادہ ہوتی اگر ان کو مزید بلندی سے پھینکا جاتا۔ اس مسئلہ کا جواب تلاش کرنے کے لئے اس کو گھڑی کی ضرورت تھی چنانچہ اس مقصد کے لئے اس نے Water Clock بنائی مختلف تجربات سے اس پر یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ رفتار کا انحصار کسی چیز کی صورت رنگ وزن یا سائز پر نہیں بلکہ اس بات پر ہے کہ اس کو گرنے میں کتنا وقت درکار ہوتا ہے۔ قوتوں کی وحدت کی تاریخ میں اس نوجوان اطالین نے کس خوبصورتی سے Motion حرکت اور Speed رفتار کو ایک لڑی میں پرو دیا یہ واقعہ سائنس کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

حرکت کے اس نئے تصور سے انسان نے کائنات کو ایک نئے رخ سے دیکھنا شروع کیا یہ قدیم نظریہ کہ کائنات آرام سے ایک جگہ ساکن کھڑی ہے فرسودہ ثابت ہوا۔ انسان پر یہ بات آشکارا ہوئی کہ ہماری نظر آنے والی کائنات بشمول زمین کے حرکت میں ہے۔ بشرطیکہ ان پر کوئی خارجی چیز اثر انداز نہ ہو۔ گیلی لیو نے ہمیں یہ بتایا کہ ہم سب لوگ ایک Restless Universe بیقرار کائنات میں سفر کر رہے ہیں۔

گیلی لیو جب اشیاء کی حرکت کا ہوا میں تجربات کر چکا تو اس کا ذرخیز ذہن اشیاء کے پانی میں تجربات کی طرف لوٹا۔ اس نے تجربات سے ثابت کیا کہ کسی چیز کے پانی میں تیرنے یا ڈوبنے کا انحصار اس بات پر ہے اس کی کثافت کیا پانی سے کم ہے یا نہیں؟ انہی دنوں ہالینڈ سے خبر آئی کہ ایک چشمہ ساز نے ٹیلی سکوپ ایجاد کی ہے گیلی لیو خود ایک مانا ہوا موجد تھا۔ کچھ ہی دنوں میں اس نے خود ایک Spyglass (ٹیلی اسکوپ کا پہلا نام یہ تھا) تیار کیا جس سے اشیاء نو گنا زیادہ نظر آتی تھیں۔ دو سال بعد اس نے ایک اور ٹیلی سکوپ بنائی جس سے اشیاء تیس گنا نظر آنے لگیں۔ اس نے اس سے آسمان اور ستاروں کا مطالعہ شروع کیا جلد ہی یہ بات اس پر روز روشن کی طرح واضح ہو گئی یہ کائنات فضاء کی بسیط گہرائیوں میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے ہم وطن "برونو" کے بقول یہ کائنات واقعی لامحدود تھی اب وہ رات کو کم سوتا اور سارا وقت آسمان پر موجود اجرام فلکی کے مشاہدہ و مطالعہ میں صرف کرنے لگا۔

**چاند سا خوبصورت....یا؟** گیلی لیو نے ٹیلی سکوپ سے چاند کے شبانہ روز مشاہدہ اور حسابی مطالعہ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ ہموار نہیں ہے بلکہ اس کی سطح پر لکیریں اور بڑے بڑے کھڈے ہیں اس میں وادیاں بھی ہیں جن میں اس نے سایہ دیکھا۔ وہ پہاڑ جن کا رخ سورج کی طرف تھا وہ روشن تھے لہذا یہ حسین و جمیل چاند ہماری زمین کی طرح سورج کی روشنی سے چمکتا تھا۔ پھر ایک رات وہ Jupiter کے مشاہدہ میں مصروف تھا تو اس کے اردگرد تین چاند گھومتے دیکھے بعد میں یہ چار چاند نکلے آجکل کی تازہ تحقیق کے مطابق اس کے بارہ چاند ہیں گیلی لیو نے جتنی بھی دریافتیں کیں ان میں عطارد کے چار چاند کی دریافت پر اس کو بہت ناز تھا کیونکہ اس سے کوپرنیکس کے کائنات کے سسٹم کا واضح ثبوت ملتا تھا۔ اس سائنسی ثبوت کے بعد اس نے ایک اور ثبوت دریافت کیا کہ مریخ جو کہ سورج سے سب سے نزدیک ہے اس کی ہمارے چاند کی طرح مختلف صورتیں Phases تھیں جس طرح ہم ہلال دیکھتے۔ پھر نصف چاند اور پھر چودھویں کا مکمل چاند دیکھتے بعینہٖ مریخ کی مختلف اشکال تھیں اس سے یہ بات ثابت ہوتی تھی کہ مریخ سورج کے گرد گھومتا تھا۔

جب اس نے یہ تمام سائنسی ثبوت اکٹھے کر لئے تو اس نے یونیورسٹی کے پروفیسروں سے کہا کہ عطارد کے چاند اور مریخ کی صورتیں اس بات کی بین دلیل ہیں کہ زمین اس نظام کا مرکز نہیں بلکہ سورج ہے۔ اس کو غصہ بہت جلد آجاتا تھا مگر وہ ٹھنڈا بھی جلد ہو جاتا تھا اس کی زبان تیز تھی۔ وہ بے باک ہونے کے ساتھ صاف گو اور تمسخر آمیز بھی تھا اپنے علم پر اس کو بہت ناز تھا۔ لہذا "پڈوآ" یونیورسٹی میں اس کے زیادہ دوست نہ تھے جہاں اس نے اٹھارہ سال ٹیچنگ کی۔ سست دماغ طالب علموں پر وہ بہت ناراض ہوتا تھا۔ صرف ہشیار طالب علموں کو پرائیویٹ ٹیوشن دیتا تھا۔ یونیورسٹی آف "پڈوآ" Padua میں وہ جیومیٹری اور اسٹرانومی کے لیکچر دیا کرتا تھا کوپرنیکس نے بھی اسی درسگاہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔

کچھ ہی عرصہ بعد اس نے سورج کے مشاہدہ سے اس کی سطح پر Sun Spots دریافت کئے جو اس بات کی علامت تھے کہ سورج اپنے محور پر گھومتا ہے بالکل جس طرح زمین گھومتی ہے جب پادریوں اور شہر کے مذہبی علماء کو اس بات کا علم ہوا تو بہت برافروختہ ہوئے کہ پہلے اس نے زمین کے کائنات کا مرکز ہونے سے انکار کیا اب یہ سورج پر دھبے دریافت کر بیٹھا ہے ان "سن سپاٹس" کے مشاہدہ سے اس نے یہ ثابت کیا سورج کو اپنے محور پر گھومنے میں کتنا عرصہ لگتا ہے نیز یہ کہ وہ تمام کے تمام Equatorial Zone پر تھے۔

25 مئی 1616ء کو گیلی لیو نے دروازے پر دستک سنی دروازہ کھولا تو کوتوال نے ہاتھ میں پکڑے عدالتی پروانہ کو اونچی آواز میں پڑھا..... "تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ اپنے نظریات کی تعلیم سے فوراً باز آجاؤ جو ارسطو کے نظریات کے خلاف ہیں اگر تم نے حکم عدولی کی تو پھر....." اس کو معلوم ہو گیا کہ اس بار تو اسے دھمکی سے خوفزدہ کیا جا رہا ہے مگر اگلی بار ایسا نہ ہو گا۔ چنانچہ اب اس نے ایک کتاب لکھنے کا فیصلہ کیا جس کا نام اس نے Two world systems رکھا جس میں اس نے ارسطو کے نظریات کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں اور کوپرنیکس کے نظریات کا دفاع کیا اس کے ساتھی پروفیسر اس کے زیادہ حامی نہ تھے۔ کیونکہ سب سے زیادہ طلباء اس کے لیکچروں میں آتے تھے وہ سب سے بڑے آڈیٹوریم میں لیکچر دیا کرتا تھا عوام الناس کو اس کتاب کے پیغام سے آگاہ کرنے کے لئے اس نے یہ اطالین زبان میں لکھی حالانکہ لاطینی کے علمی زبان ہونے کی بناء پر اس میں لکھنے کا رواج تھا۔

اس کتاب کا منظر عام پر آنا اس بات کی دلیل تھی کہ وہ حکام وقت سے خوف زدہ نہ تھا اس کو چرچ کے عہدیداروں اور یونیورسٹی کے حکام کی بھی پرواہ نہ تھی چنانچہ اب فریقین میں تصادم کا وقت آن پہنچا تھا۔

اس کو پرانے نظریات کو غلط ثابت کرنے میں بہت لطف آتا تھا۔ مثلاً ارسطو کی فزکس کے مطابق جو اشیاء زمین پر گرتی ہیں ان کا وزن ہوتا ہے اور جو نہیں گرتیں ان کا وزن نہیں ہوتا چونکہ ہوا زمین کی طرف نہیں گرتی لہذا اس کا وزن نہیں ہونا چاہئے۔ گیلی لیو نے اس کو غلط ثابت کرنے کی ٹھان لی اس نے ایک Bladder میں ہوا بھری اور اس کا وزن کیا پھر اس میں پنکچر کر دیا اور ہوا نکل گئی تو اس کا وزن کیا اب بلیڈر کا وزن کم تھا جس سے ثابت ہوا کہ ہوا کا بھی وزن ہوتا ہے۔

گیلی لیو کے پاپائے روم سے ایک عرصہ تک دوستانہ تعلقات رہے۔ مثلاً وہ 1615ء میں روم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیا تو اس نے حکام کو کوپرنیکس کے حق میں دلائل دے کر قائل کرنے کی کوشش کی مگر Pope Paul V اس سے خفا ہو گیا اس نے زمین کی گردش پر تحقیق کے لئے کمیشن مقرر کیا 1616ء میں اس کو دھمکی دی گئی تو وہ خاموش ہو گیا۔ اگلے تین سال اس نے کوئی کتاب شائع نہ کی 1623ء میں اس نے کتاب Assayer شائع کی 1624ء میں وہ روم گیا تا نئے منتخب مقدس پوپ سے درخواست کرے کہ اس سے پہلا حکم منسوخ کر دیا جائے پوپ نے یہ تو تسلیم نہ کیا البتہ پرانی دوستی و واقفیت کی بناء پر اس کو کتاب لکھنے کی اجازت دی۔ اس میں زمین کی گردش کے حق میں اور اس کے خلاف تمام دلائل دیئے گئے۔ یہ کتاب Two World Systems کہلاتی ہے جو 1632ء میں شائع ہوئی اس میں کوپرنیکس کے خیالات کی تائید کی گئی اور ثابت کیا گیا کہ ہماری زمین دوسرے سیاروں کی طرح ہے جن قوانین کا اطلاق یہاں ہوتا ہے انہی کا اطلاق دوسرے کروں پر ہوتا ہے۔ اس میں گیلی لیو نے زمین کی Double Motion کا بھی ذکر کیا۔ نیز مدوجزر کی سائنسی وجہ بیان کی کہ یہ چاند کے کرہ زمین پر تجاذبی اثر سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

یہاں یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ اوپر مذکورہ سائنسی دریافت کا سہرا مغربی سکالرز گیلی لیو کے سر باندھتے ہیں حالانکہ یہ دریافت خراسان کے ایک اسٹرالوجر ابومشار (وفات 886 ) نے کی تھی بارھویں صدی میں اس کی چار کتابوں کے تراجم لاطینی میں ہوئے۔ یورپ میں اس کا نام Albumashar ہے اس کا عقیدہ یہ تھا کہ آسمانی کرے انسانی زندگی اور موت پر اثر انداز ہوتے ہیں نیز یہ کہ مدوجزر کے قوانین چاند کے طلوع اور غروب پر منحصر ہیں اس حقیقت کا ذکر مشہور امریکن تاریخ دان Phillip Hitti اپنی کتاب "نیئر ایسٹ ان ہسٹری" میں یوں کرتے ہیں۔

Abu Mashar rendered a major scientific service. He communicated to Europe the fact that the laws of the tides were based on the relation to the moon's rising and setting (New York,1961page252)

غرض اس کتاب کی اشاعت کے پانچ ماہ بعد پوپ کے حکم پر اس پر پابندی لگا دی گئی اور گیلی لیو کو حکم ہوا کہ وہ روم حاضری دے۔ روم میں اس کو تین ماہ تک نظر بند رکھا گیا پھر جون 1632ء میں اس کو مذہبی عدالت Court of Inquisitors کے سامنے لیا گیا جس کا فیصلہ یہ تھا۔ "گیلی لیو گیلی لائی پروفیسر آف میتھمیٹکس یونیورسٹی آف پاڈوا۔ تم نے یہ بات لکھی ہے کہ زمین گردش کرتی ہے نیز تمہارا یہ عقیدہ ہے یہ کائنات کا مرکز نہیں ہم تمہارے نظریہ کو نہ صرف احمقانہ بلکہ اس کو کلام الٰہی کے خلاف جانتے ہیں جو مقدس انجیل میں مذکور ہے..... ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اس نظریہ کو ترک کر دو کہ زمین گردش کرتی ہے اور یہ کہ آئندہ تم اس نظریہ پر ایمان رکھنے کی جرات نہ کرو ورنہ............"

اس کو مجبور کیا گیا کہ وہ اعتراف جرم کرے جو اس نے کیا۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ اس کتاب کو جلا دیا جائے اس کے بعد اس کی ہر کتاب پر پابندی لگا دی گئی عدالت کے دس ممبر تھے ان میں سے سات نے اس فیصلہ پر دستخط کئے تھے۔

گیلی لیو کی عمر اس وقت ستر سال تھی وہ عمر رسیدہ ہو چکا تھا اس میں اب لڑنے کی ہمت تھی نہ طاقت۔ پچھلے کئی سالوں سے وہ زندگی خوف میں بسر کر رہا تھا۔ اس کو ہر طرف سے نشانہ ستم بنایا جا رہا تھا چنانچہ سراسیمگی کی حالت میں وہ گھٹنوں کے بل گر گیا اور ان الفاظ میں اعتراف جرم کیا۔

Forgive me, I believe and will continue to believe that the earth is the centre of the universe.

Forgive me, I believe and will continue to believe that Sun goes around the earth.

Forgive me, I believe and will continue to believe that earth does not move.

ترجمہ:۔ مجھے معاف کر دو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور رکھوں گا کہ زمین کائنات کا مرکز ہے

مجھے معاف کر دو میں یقین رکھتا ہوں اور میں یقین رکھوں گا کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔

مجھے معاف کر دو میں یقین رکھتا ہوں اور میں یقین رکھوں گا کہ زمین حرکت نہیں کرتی۔

گیلی لیو یہ اعتراف بلند آواز میں دہرا کر کچھ لمحوں کے لئے رک گیا اور زمین کی طرف مونہہ کر کے زیر لب کہا "مگر یہ گھومتی ضرور ہے" اس کو کچھ عرصہ کے لئے جیل میں رکھا گیا اور پھر اس کے آبائی شہر فلورنس کے گھر میں نظر بند کر دیا گیا گھر میں وقت گزارنے کے لئے اس نے پرانے کاغذات کو ترتیب سے رکھنا شروع کیا جلد ہی یہ کتاب کی صورت اختیار کر گئے اٹلی میں چونکہ ان کی اشاعت کی اجازت نہ تھی اس لئے یہ کتاب سمگل ہو کر لیڈن ہالینڈ سے 1638ء میں Discourses on the two new Sciences شائع ہوئی۔ یہ ماڈرن فزکس پر پہلی کتاب تھی۔ 1637ء میں اس کی بصارت ختم ہو گئی۔ 8 جنوری 1642ء کو وفات ہوئی۔ اور فیلی چرچ میں خاموشی سے دفنا دیا گیا۔ پورے ایک سو سال بعد اس کی قبر پر کتبہ لگانے کی اجازت دی گئی۔ 1654ء میں اس کے شاگرد Viviani نے اس کی بائیوگرافی لکھی جو 1771ء میں شائع ہوئی۔ جس سال اس کی وفات ہوئی اسی سال نیوٹن پیدا ہوا۔

مختصر یہ کہ گیلی لیو نے اعتراف جرم کر کے اپنی زندگی آٹھ سال بڑھا لی اور یہ عرصہ اس نے سائنس کی مزید ترقی میں صرف کیا۔ وہ چاہتا تو شہادت کا رتبہ حاصل کر سکتا تھا مگر اس سے شاید کسی کو بھی فائدہ نہ ہوتا اس کو فلورنس میں اس

باقی صفحہ 7 پر

معلومات عامہ

# کیا الیکٹرک کار آلودگی کا حل ثابت ہوگی

مخدوم کاشف حبیب

دنیا بھر میں استعمال ہونے والے تیل کا نصف کاروں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے فضائی آلودگی میں بھی ان کا حصہ نصف کے قریب ہے۔ اس طرح فضاء کی بالائی اوزون کی تہہ کو نقصان پہنچانے والی گیسوں کا ایک چوتھائی حصہ کاروں سے خارج ہوتا ہے۔ چونکہ دنیا بھر میں کاروں کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے لہذا ان سے پیدا ہونے والی آلودگی میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے جس کے سبب شہری علاقوں میں ذہنی اور جسمانی بیماریاں تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ آلودگی کم کرنے کے لئے پالیسی بنانے والوں کے پاس دو مواقع ہیں۔ ایک یہ کہ کاروں کا استعمال کم کر دیا جائے جو موجودہ حالات میں ناممکن ہے۔ دوسرے یہ کہ توانائی کا ایسا ذریعہ تلاش کیا جائے کہ جس سے آلودگی کا اخراج نہ ہو۔ اس سلسلے میں الیکٹرک کار ہی سب سے قابل قبول حل دکھائی دیتی ہے کیونکہ اس سے نہ صرف کیمیائی بلکہ شور کی آلودگی سے بھی نجات ملتی ہے۔

اگرچہ الیکٹرک کار کا بنیادی خیال تو ابتدائی انجن سے چلنے والی کاروں کے زمانے سے ہی موجود ہے تاہم کمپیوٹر پر مبنی تحقیق اور تیل کی قیمتوں میں روز افزوں اضافے کے باعث ایسے امکانات پیدا ہو رہے ہیں کہ ایسی کم قیمت الیکٹرک کار تیار کی جا سکے جو نہ صرف دنیا کو آلودگی سے نجات دے بلکہ اس کی قیمت بھی عام آدمی کی پہنچ سے باہر نہ ہو۔ الیکٹرک کاریں دو اقسام کی ہوتی ہیں ایک تو بیٹری سے چلنے والی اور دوسری جن میں کسی جنریٹر یا دوسرے ذریعے مثلاً سولر سیل وغیرہ سے بجلی پیدا کر کے موٹر کو چلایا جاتا ہے۔ ان کاروں میں بریک لگنے کے بعد پہیئے گھومنے سے پیدا ہونے والی توانائی کو دوبارہ استعمال میں لایا جاتا ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں پٹرول سے چلنے والی کاروں کا انجن ہمیشہ چلتا رہتا ہے جس سے توانائی اور پٹرول کا زیاں ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو الیکٹرک کار انجن والی کار سے بہت بہتر ہے۔ سب سے پہلے تو موٹر پہیوں کے ساتھ ہی لگی ہوتی ہے جس کی وجہ سے گیئروں کے نظام میں توانائی کا زیاں نہیں ہوتا پھر بریک لگنے کے بعد یہی موٹر جنریٹر کے طور پر کام دیتی ہے اور یہ توانائی بیٹریوں کو پہنچائی جاتی ہے جس سے وہ دوبارہ چارج ہو جاتی ہیں۔ اس طرح الیکٹرک کار اپنی بیٹریوں کی توانائی کا تقریباً نوے فیصد کار کو منتقل کرتی ہے جبکہ پٹرول انجن صرف پچیس فیصد توانائی کار کو دیتا ہے اور باقی پچھتر فیصد توانائی ضائع ہو جاتی ہے لیکن الیکٹرک کار بھی شاید دنیا کو مکمل طور پر آلودگی کے مسئلے سے نجات نہ دلا سکے کیونکہ الیکٹرک کار کی بیٹریوں کو چارج کرنے کے لئے پھر بجلی کا استعمال عام ہو رہا ہے لیکن پھر بھی زیادہ تر بجلی بنانے کے پلانٹ پن بجلی اور دوسرے طریقوں پر انحصار کر رہے ہیں لہذا گیس یا تیل سے بجلی بنانے والے پلانٹ اول تو بہت ہی کم ہوں گے کیونکہ تیل اور گیس کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے دوسرے وہ آبادی سے دور علاقوں میں ہوں گے جس کی وجہ سے شہری آلودگی کو کم کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ اندازہ ہے کہ الیکٹرک کار کے استعمال سے کاربن مونو آکسائیڈ اور دوسرے مرکبات میں نوے سے چھیانوے فیصد تک کمی آئے گی جبکہ خاص بات یہ ہے کہ پٹرول کار جہاں بھی جاتی ہے وہیں آلودگی پھیل جاتی ہے اس کے بالمقابل الیکٹرک کار کی وجہ سے پیدا ہونے والی آلودگی صرف خاص علاقوں تک محدود رہے گی الیکٹرک کار کے سلسلے میں ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ لمبے فاصلے تک سفر نہیں کر سکتی اور تیز رفتار کار بنانے کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ اس کا علاج یہ سوچا گیا ہے کہ فی الحال انجن والی کار کے ساتھ ہی بیٹریاں لگا کر اسے مخلوط کار بنا لیا جائے جو اسٹارٹ ہو کر تھوڑی دور سفر تک کے لئے پٹرول استعمال کرے اور پھر بیٹری سے کام لے۔ یہ مخلوط کار نہ صرف تیز رفتار ہوگی بلکہ اس کی قیمت بھی کم ہوگی اور اس سے صرف سفر کے ابتدائی حصے یا بہت زیادہ لمبے سفر کی صورت میں آلودگی سے مکمل بچاؤ کے لئے صرف الیکٹرک کار ہی کو ترجیح دی جا رہی ہے لیکن الیکٹرک کار کا فی الحال مارکیٹ میں آنا ممکن نہیں کیونکہ بیٹریاں نہ صرف بہت بڑی اور مہنگی ہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ سفر کی حد صرف ایک سو پچاس کلومیٹر ہے جس کے بعد انہیں فوراً دوبارہ چارج کرنا پڑتا ہے۔ لہذا ایسی کاریں صرف شہر کے اندرونی علاقوں میں سفر کے لئے استعمال ہو سکتی ہیں عام شہری جائزے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ستر فیصد سے زائد لوگ کار کو صرف اندرون شہر سفر کے لئے ہی استعمال کرتے ہیں لہذا الیکٹرک کار کی سب سے بڑی سہولت یہ ہوگی کہ اسے آرام سے گھر پر ہی چارج کیا جا سکے گا اور پٹرول بھروانے کے مسئلے سے نجات مل جائے گی۔

لیکن ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ الیکٹرک کار کی قیمت وہ چیز ہے جس سے ساری دنیا کے کار ڈیزائنر پریشان ہیں۔ لہذا دوسرے طریقوں مثلاً کپیسٹر بینک فلائی وہیل اور فیول سیل (جو کیمیائی توانائی کو بجلی میں تبدیل کرتا ہے اور اس سے صرف بھاپ خارج ہوتی ہے) پر بھی یکساں توجہ دی جا رہی ہے۔ کپیسٹر کا استعمال تو بالکل ہی نیا ہے کیونکہ اس سے پہلے اس کی پلیٹوں میں موجودہ مادے میں باریک سوراخ رہ جاتے تھے۔ جس کی وجہ سے کپیسٹر کو بالکل ڈسچارج نہیں ہونے دیتے۔ اس طریقے سے بنائے جانے والے کپیسٹر الٹرا کپیسٹر کہلاتے ہیں۔ یہ کپیسٹر پندرہ واٹ آور توانائی ذخیرہ کر سکتا ہے اور اس کا بڑا ایک لیٹر حجم کا کپیسٹر تین ہزار واٹ کا ذخیرہ کر دیتا ہے۔ بہرحال امید ہے کہ اس کپیسٹر سے توانائی لینے والی کار کی تجارتی تیاری 2000ء سے امریکہ میں شروع ہو جائے گی۔ لیکن اس کار میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ایک بہت ہی چھوٹا سا انجن کپسٹر اور بیٹریوں کو دوبارہ چارج کرتے رہنے کے لئے موجود ہوگا۔ کار کی مجموعی کارکردگی قیمت اور آلودگی دونوں کے لحاظ سے کافی اچھی ہوگی۔ لیکن آلودگی کا بہترین علاج غالباً فیول سیل ہے جسے ماہرین انجن کا بہترین متبادل قرار دے رہے ہیں۔ فیول سیل میں ہائیڈروجن کو جلا کر حرارت پیدا کی جاتی ہے جس سے بعد ازاں بجلی بنائی جاتی ہے۔ یہ فیول سیل پہلے پہل ہوائی جہازوں اور ٹریکٹروں کو چلانے کے لئے استعمال کیا جا چکا ہے فیول سیل سے چلنے والی تجرباتی بسوں کے استعمال سے (جنہیں نوے کی دہائی کی ابتداء میں بنایا گیا) پتا چلا ہے کہ اس کے استعمال میں کوئی مسئلہ نہیں لیکن ان کی قیمت بھی بہت زیادہ ہے ایک اور فیول سیل جس کا نام پروٹان ایکسچینج ممبرین ہے شاید اس سلسلے میں استعمال ہو سکے اور اس کی قیمت فی الحال تو بہت زیادہ ہے لیکن امید ہے کہ تجارتی پیمانے پر تیاری سے اس کی لاگت عام پٹرول انجن کے برابر آ جائے گی۔ مرسڈیز بنانے والی کمپنی ڈیملر بینز نے اعلان کیا ہے کہ وہ 2006ء سے فیول سیل والی گاڑیاں بنانا شروع کر دی گی۔

اگر ٹیکنیکل لحاظ سے دیکھا جائے تو ہائیڈروجن فیول سیل کے لئے مناسب ہے کیونکہ اس کا بنانا آسان ہے اور اسے عام سادہ پانی سے بھی بنایا جا سکتا ہے اسی طرح نوے کی دہائی میں ٹیکنالوجی کے لحاظ سے بھی زبردست انقلاب آیا ہے اس سے پہلے تمام الیکٹرک کاریں ڈی سی موٹروں سے چلتی تھیں لیکن اب سستے کنورٹر مہیا ہونے کی وجہ سے عموماً اے سی موٹریں استعمال کی جا رہی ہیں۔ جو ڈی سی موٹروں کے مقابلے میں زیادہ قابل اعتماد اور بہتر ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے نئی موٹریں اور ان کے الیکٹرونک آلات کافی سستے ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے تمام کار بنانے والی کمپنیاں الیکٹرک کار کی تحقیق پر زیادہ سے زیادہ زور دے رہی ہیں ابھی تک دنیا بھر کے اداروں نے اس تحقیق پر صرف ایک بلین ڈالر خرچ کئے ہیں پوری دنیا میں کار انڈسٹری کے لحاظ سے یہ رقم بہت معمولی ہے یہ رقم بھی گورنمنٹ کے زور دینے پر خرچ کی گئی ہے کیونکہ امریکہ میں یہ قانون بنا دیا گیا تھا کہ 1998ء کے آخر تک دو فیصد کاریں اور 2003ء کے آخر تک دس فیصد کاریں آلودگی نہ پیدا کرنے والی ہونی چاہئیں۔

کار بنانے والی کمپنیوں نے اس قانون کا سخت برا منایا اور شدید احتجاج کیا آخر میں انہوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ کم سے کم 2003ء تک الیکٹرک کار کی فروخت ضرور شروع کر دی جائے گی۔ کیونکہ الیکٹرک کار ابھی تک بہت مہنگی ہے۔ لہٰذا اس کی قیمت کم کرنے پر بھرپور توجہ دی جا رہی ہے۔ زیادہ تر کمپنیاں سیدھا سیدھا انجن نکال کر اس کی جگہ بیٹریاں لگا رہی ہیں جبکہ بعض کمپنیوں نے صرف گاڑی کے ڈھانچے فروخت کرنے کا کام شروع کر دیا ہے جبکہ صرف جنرل موٹر ہی ایسی کمپنی ہے جس نے شروع سے آخر تک نئی الیکٹرک کار ڈیزائن کی ہے۔ بہرحال الیکٹرک کار کی ابتدائی قیمت انجن کار کے مقابلے میں ہمیشہ زیادہ رہے گی البتہ رواں اخراجات شاید انجن کار کے مقابلے میں بہت کم ہوں کیونکہ بہت کم میکینکل سسٹم ہونے کی وجہ سے توڑ پھوڑ کم ہوگی۔ پیٹرول نہیں بھروانا پڑے گا اور الیکٹرک کار کی زندگی انجن کار سے زیادہ ہوگی۔ آلودگی کے مسئلے کی وجہ سے حکومتیں بھی کمپنیوں کو یہی کاریں بیچنے پر مجبور کر دیں گی اسی وجہ سے اب کمپنیاں بھی ایسی کار جلد سے جلد بنانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ کیونکہ جو کمپنی بھی سب سے پہلے ایسی کار بنا لے گی اسے دنیا بھر میں اپنی کار بیچنے کے مواقع حاصل ہو جائیں گے۔ پاکستان میں بھی الیکٹرک کار پر تھوڑی بہت تحقیق کی گئی ہے انسٹیٹیوٹ آف انڈسٹریل الیکٹرونکس انجینئرنگ کراچی میں ڈی سی ٹو اے سی کنورٹرز پر کام جاری ہے جو کہ الیکٹرک کار کا اہم حصہ ہیں۔ پاکستان کے بڑے شہروں بالخصوص کراچی میں آلودگی کا مسئلہ اپنی انتہائی حدوں کو چھو رہا ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ الیکٹرک کار پر تحقیق کے لئے رقم مختص کی جائے اور ایسے قوانین بنائے جائیں جن سے یہ کار عام لوگوں کو کم قیمت پر مل سکے۔

ooo

بقیہ صفحہ 4

اس کے عدل و انصاف کو دیکھ کر اور اس کے انسانی اوصاف کو دیکھ کر خود دین حق کو قبول کرنے پر بہ زبان و دل آمادہ ہو جاتے ہیں۔ برائیوں سے نفرت اشاعت اسلام کا ذریعہ بن جاتی ہے اس سے اخلاق کا ایک معیار قائم ہو جاتا ہے۔ خود غرضی اور ذاتی بغض و عداوت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور چونکہ نفرت برائیوں سے ہوتی ہے اس لئے جب بھی برائیاں دور ہو جاتی ہیں' نفرت اچانک محبت سے بدل جاتی ہے اور دشمنی دوستی سے بدل جاتی ہے۔

یہ اخوت اصولی نفرت ختم ہونے کے بعد ہی ممکن ہے۔ ذاتی طور پر شخصی بے زاری کبھی پسندیدگی اور محبت کے جذبات سے نہیں بدل سکتی۔ ان آیات کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے دل کو ذاتی نفرت سے بالکل پاک دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ اللہ کی ممتاز اخلاقی تعلیم ہے جس میں فطرت کی رعایت بھی رکھی گئی ہے اور اخلاق کو ناگوار اثرات سے بچانے کے لئے یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ ذاتی اور شخصی نفرت و بے زاری کوئی چیز نہیں ہے۔ ایک خالص عرب اور قریشی کافر ہوتے ہوئے ابو جہل و ابولہب ہو سکتا ہے اور ایک معمولی حبشی و عجمی' مومن و موحد ہو کر بلال حبشی مفض اور صہیب رومی ہو سکتا ہے۔ یہی اصولی نفرت فیاضانہ طور پر دشمنوں کو سینے سے لگانے کی خوشی عطا کرتی ہے۔ ان کے ساتھ اچھے سلوک کرنے کی تحریک پیدا کرتی ہے' ورنہ ذاتی نفرت تو وہ آگ ہے جس میں انسان کی خود اپنی زندگی بھی سلگتی رہتی ہے اور دوسروں کو بھی جلاتی رہتی ہے مردم بے زار اور متنفر انسان کے اخلاق میں وہ ساری برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو دینی اور دنیاوی' ذاتی اور اجتماعی' ہر سطح پر نہایت ناپسندیدگی کی نظروں سے دیکھی جاتی ہیں' اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ذاتی نفرت و عداوت اور عام اخلاق کو اس کے برے اثرات سے محفوظ رکھے۔

ooo

بقیہ صفحہ 6

کے اپنے گھر میں آٹھ سال نظر بند رکھا گیا اور ملاقاتیوں کو اس سے ملنے کی اجازت تھی۔ یورپ سے کئی ایک نامور افراد اس سے ملنے آئے جن میں برطانیہ کا مشہور شاعر جان ملٹن Milton قابل ذکر ہے۔ نظر بندی کے دوران وہ بینائی سے محروم ہو گیا۔ اس مقدمہ کا اٹلی پر برا اثر یہ ہوا کہ آئندہ دو سو سال کے لئے اس ملک میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی رک گئی بلکہ جن ممالک میں کیتھولک مذہب کا اثر تھا (اٹلی اور سپین) وہ غریب اور پسماندہ ہو گئے جبکہ ایک جزیرہ میں واقع ملک انگلینڈ ترقی کی اس دوڑ میں بہت آگے نکل گیا۔

**ایجادات** گیلی لیو نے مندرجہ ذیل اشیاء ایجاد کیں۔ ہائیڈروسٹیٹک بیلنس' پروپورشنل کمپاس سیکٹر' ٹیلی اسکوپ' تھرمامیٹر' بعد وفات ایک شاگرد نے اس کے آئیڈیاز سے بیرومیٹر بنایا۔

**کتابیں** 1۔ اپنی ایجاد ہائیڈروسٹیٹک بیلنس کے استعمال پر کتابچہ لکھا 1586ء 2۔ سینٹر آف گریویٹی 1588ء 3۔ دی موشن 4۔ میسنجر آف دی سٹارز 5۔ نیو ورلڈ سسٹمز 1632ء 6۔ دی کامٹس 7۔ دی اسیئر Assayer 1632ء 8۔ ڈسکورس آن ٹو نیو سائنسز..... موخر الذکر کتاب میں اس نے مندرجہ ذیل قوانین کی تشریح کی۔

1 defind uniform acceleration 2. set forth laws of falling bodies 3 Mathematical theory of projectile motion 4 explained relation of math to physics 5 Role of experiment. 6 produced theorems on the centers of gravity of solid bodies 7 treatise on hydrostatic balance 8. uniform beating of pendulums 9 speed of descent of bodies in air and in water 10. law of motion

**اسکے نام پر سپیس کرافٹ** امریکہ کی سپیس ایجنسی NASA نے 18۔ اکتوبر 1989ء کو سپیس شٹل اٹلانٹس سے عطارد کے کرہ کی طرف ایک سپیس کرافٹ روانہ کیا جس کا نام گیلی لیو تھا۔ اس کا سفر چھ سال بعد 1995ء میں مکمل ہوا گیلی لیو پروب کا مقصد عطارد کے فوٹو گراف لے کر اپنے کمپیوٹر میں محفوظ کر لینا تھا نیز اس کے سیٹلائٹ کی تصاویر بھی لینا تھا اس کا وزن اڑھائی ٹن تھا اس کو امریکہ کی جیٹ پروپلشن لیبارٹری نے تیار کیا۔ اس میں دس سائنسی آلات آویزاں تھے اس طویل سفر کے دوران پروب کا ناسا سے ریڈیو لنک رہا۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ موجودہ مقدس پوپ جان پال ثانی نے 1984ء میں گیلی لیو کو معاف کر دیا اور چرچ کی غلطی کا واشگاف الفاظ میں اعتراف کیا۔ چنانچہ گیلی لیو کے مقدمہ سے متعلق تمام سرکاری کاغذات شائع کرنے کی اجازت دی گئی۔

**گیلی لیو کا علمی ورثہ** 1- اس نے عملی سائنس میں انسٹرومنٹس ایجاد کئے (ٹیلی سکوپ اور تھرمامیٹر) 2- اس نے ٹائم کے وقفوں (Time intervals) کو ماپا جس سے پینڈولم کلاک ایجاد ہوئی۔ 3- اس نے مائیکروسکوپ اور جیومیٹرک کیلکولیٹر کو Improve کیا اس کے ایک شاگرد نے بیرومیٹر ایجاد کیا۔ 4- اس نے پہلا قانون حرکت وضع کیا۔ 5- سائنس میں تجربات کے ذریعہ لوگوں کو قائل کرنے کا سہرا اس کے سر ہے اس نے ذہنی تجربات کا آغاز کیا۔ 6- اس نے لاء آف فالنگ باڈیز کو تھیوری کے ذریعہ پیش کیا اس لئے وہ پہلا تھیورٹیکل فزسٹ تھا۔ 7- اس نے بیان کیا کہ سمندر میں مدوجزر چاند کی وجہ سے آتے ہیں 8- اس نے سائنسی تجربات کو حسابی فارمولوں کے ذریعہ پیش کیا۔ 9- سائنس یعنی Freedom of Inquiry اور مذہب میں تصادم اس کے دور حیات میں ہوا۔

ooo

بقیہ صفحہ 1

اس چیز کو جس سے ہمیں راحت پہنچے اور جس نے ہمیں راحت پہنچائی اور اس کو وجود عطا کیا۔ پھر صحت و تندرستی عطا کی۔ اگر ذرا بھی بیمار ہو جاوے تو تمام راحت رساں چیزیں بھی راحت رساں نہیں رہتیں۔ دانت درد کرے تو اس کا نکالنا پسند ہو جاتا ہے آنکھ دکھ دینے کا باعث بن جاوے تو گاہے اس کا نکالنا ہی پڑتا ہے۔

چونکہ ان لوگوں کو جو احسانات کا مطالعہ نہیں کرتے خبر بھی نہ تھی۔ غرض یہ سب انعامات جو ہم پر ہوتے ہیں ان میں سے اول اور بزرگ ترین انعام وجود کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

(از خطبہ 20۔ اکتوبر 1899ء)

## اعلان داخلہ

O علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے BBA اور MBA پروگرام میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ BBA کے لئے انٹرمیڈیٹ ہونا لازمی ہے اور MBA کے لئے بیچلرز ہونا ضروری ہے اس کے علاوہ رجحان ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہوگا۔ یہ ٹیسٹ اسلام آباد' راولپنڈی' لاہور اور فیصل آباد' پشاور' ملتان اور کوئٹہ میں ہوگا۔ داخلہ فارم وغیرہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے یا علاقائی دفاتر سے 200 روپے کے عوض حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 17 دسمبر ہے۔

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

# خبریں

**ربوہ: یکم- دسمبر-1997ء**
درجہ حرارت کم از کم 11 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 18 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم محمد نواز شریف نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک کا وجود خطرے میں ہے۔ بحران پیدا کرکے عوام پر بھاری ظلم کیا گیا ہے۔ میں سازشیں نہیں چلنے دوں گا۔ وہ نظام کس طرح چل سکتا ہے جو دو چار درخواست گزاروں کے ہاتھوں مفلوج ہو کر رہ جائے۔ جس میں پارلیمنٹ کو اپنے بنیادی حق قانون سازی سے بھی محروم کردیا جائے۔ ملک میں معمول کا کام دو ماہ سے معطل ہے۔ وزیراعظم کو بے وقعت کرنا 14 کروڑ عوام کی توہین ہے۔ جولائی 97ء تک کسی نے ججوں کی تعداد کا ذکر نہیں کیا۔ اب جو مقدمہ آتا ہے پارلیمنٹ اور وزیراعظم کے خلاف آتا ہے۔ توہین عدالت کے زیر سماعت پہلے مقدمات کہاں گئے۔ میں نے لوٹا ازم کی مخالفت کی تو کیا جرم کیا۔ میرے خلاف سوئے ہوئے مقدمات پاؤں پر چل کر آنے لگے۔ صدر نے پچھلے دور میں 3 سو آرڈی ننسوں پر دستخط کئے۔ لیکن پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل پر دستخط نہیں کئے۔ صدر نے چیف الیکشن کمشنر کا عارضی تقرر کرکے یہ تاثر دیا کہ سپریم کورٹ سے فیصلہ کے منتظر ہیں۔ عوام فکر مند ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کی حکومت کے ہاتھ کیوں روکے جارہے ہیں۔ اور بے یقینی کی یہ فضا کب ختم ہوگی۔ اپنا راستہ تبدیل نہیں کروں گا۔ عوام دیکھ رہے ہیں کون ملک کے لئے کیا کررہا ہے۔

○ چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ نے فل کورٹ اجلاس منسوخ کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ جسٹس سعید الزمان صدیقی نے چیف جسٹس کا انتظامی حکم وصول کرنے سے انکار کردیا ہے۔ اور رجسٹرار کو ہدایت کی ہے کہ اگر جسٹس سجاد کوئی بیان دینا چاہیں تو آج فل کورٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔

○ چیف جسٹس نے کہا کہ آرٹیکل 184(3) کے تحت پٹیشن صرف پرنسپل سیٹ پر ہی دائر کی جاسکتی ہے۔ اور اسے صرف چیف جسٹس کے حکم سے رجسٹر کرکے سنا جاسکتا ہے۔ بنچ کی تشکیل اور مقدمات دینا بھی صرف چیف جسٹس کا استحقاق ہے۔ بحیثیت چیف جسٹس آف پاکستان آئینی اختیارات کے تحت جسٹس صدیقی کا وہ غیر قانونی حکم منسوخ کرتا ہوں جس کے ذریعے سینارٹی کے مسئلہ پر غیر قانونی بنچ تشکیل دیا گیا۔ 5- جون 94ء کو میرا تقرر باری کے بغیر کیا گیا۔ میں سینارٹی لسٹ میں چوتھے نمبر پر تھا۔ میرے تقرر کو قبول کرتے ہوئے کسی سینیئر جج نے اعتراض نہیں کیا تھا اور نہ ریٹائر ہونے کی خواہش کی۔ تین سال روکاٹ کے بغیر اہم مقدمات کی سماعت کی۔ بعد میں ثابت ہوتا ہے کہ حکومت نے ججوں کے درمیان اختلاف اور گروپ بندی کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ ایک جج کی طرف سے چیف جسٹس کے اختیارات استعمال کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اس انتظامی حکم کو منسوخ کرتا ہوں جس کے تحت 15 ججوں کا غیر قانونی بنچ تشکیل دیا گیا ہے حکومت نہیں چاہتی کہ اس کے خلاف کیسوں کی سماعت کی جائے۔

○ جسٹس سعید الزمان صدیقی نے کہا ہے کہ جسٹس سجاد کا انتظامی حکم فل کورٹ کی سماعت سے پہلے عدالتی کارروائی میں مداخلت کے مترادف ہے۔ جسٹس صدیقی نے رجسٹرار کو ہدایت کی ہے کہ فل کورٹ اجلاس ہوگا۔ انتظامات کئے جائیں۔

○ وزیراعظم محمد نواز شریف نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کو متنازعہ قرار دیتے ہوئے انہیں چیف جسٹس تسلیم کرنے سے انکار کردیا ہے۔

○ حروں کے روحانی پیشوا اور فنکشنل مسلم لیگ کے صدر پیر پگاڑا نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ پرائم منسٹر ہاؤس اور سرکاری مسافر خانے میں فاصلے گھٹ رہے ہیں۔

○ باوثوق ذرائع کے مطابق چیف آف آرمی سٹاف نے ججوں کے تحفظ کے لئے فوج کی فراہمی کے سلسلے میں چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کے لکھے گئے خط کو وزارت دفاع کو بھجوایا ہے۔

○ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ ججوں کی حفاظت کے لئے فوج کی ضرورت نہیں ان کے تحفظ کے انتظامات کرلئے گئے ہیں۔

○ اسلام آباد میں سپریم کورٹ کی حفاظت کے انتظامات مکمل کرلئے گئے ہیں۔ اسلام آباد کو سیل کردیا گیا ہے۔ بکتر بند گاڑیاں شاہراہ دستور پر موجود رہیں گی۔ بغیر پاس آنے والوں کو گرفتار کرلیا جائے گا۔ دارالحکومت کے داخلی راستوں پر بھی کمانڈوز تعینات کردیئے گئے ہیں۔

○ وزیراعظم ہاؤس میں حلیف جماعتوں کا اجلاس ہوا جس کی صدارت میاں محمد نواز شریف نے کی۔ وزیراعظم نے صدر کے رویئے کو افسوس ناک قرار دیتے ہوئے حلیف سیاست دانوں کو تفصیلات سے آگاہ کیا۔ حلیف جماعتوں کے سربراہوں نے وزیراعظم پر اعتماد کا اظہار کیا۔ اجلاس میں نواب اکبر بگٹی۔ پروفیسر ساجد میر۔ اجمل خٹک۔ عبدالستار خان نیازی۔ آفتاب شیخ۔ اور اسفندریار نے شرکت کی۔ سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد اور چاروں وزراء اعلیٰ بھی موجود رہے۔

○ ایوان صدر کے تمام دروازوں پر خفیہ ایجنسیوں کے اہلکار تعینات کردیئے گئے ہیں۔ ہر آنے جانے والے سے وزیراعظم کو آگاہ کرتے ہیں۔

○ بری فوج کے سابق سربراہ مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ پاکستان کا سیاسی اور آئینی بحران تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے۔ اب چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت پر لازم ہے کہ وہ جمہوری نظام کو بچانے کے لئے حوصلے بلند کرکے اپنی عسکری ذمہ داریاں ادا کریں قبل اس کے کہ دوسری قوتیں نظام کی بساط لپیٹ دیں۔ عدالت کا گھیراؤ حکومتی ایماء پر ہو رہا ہے پھر بھی عدلیہ کو فیصلہ دینے سے نہیں روکا جاسکتا۔

○ بی بی سی نے پاکستان کی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ صدر اور چیف جسٹس آف پاکستان ایک طرف ہیں۔ اور وزیراعظم دوسری جانب۔ فوج کیا کرے گی کوئی نہیں جانتا۔ صدر اور وزیراعظم کے اختلافات کھل کر سامنے آگئے ہیں۔ دونوں کے ایک دوسرے کو لکھے گئے خطوط میں نسبتاً سخت زبان استعمال کی گئی ہے۔ جو قطعی نامناسب ہے۔ ریڈیو تہران نے کہا ہے کہ لیگی حامیوں کے سپریم کورٹ پر حملے نے وزیراعظم کا قانونی دفاع مزید کمزور کردیا ہے۔ وائس آف جرمنی کے مطابق جرمن اخبارات نے لکھا ہے کہ پاکستان میں سیاسی میدان کے محاذ بدل گئے ہیں۔ ہلڑ بازی۔ جمہوریت اور آئین کے مفاد میں نہیں۔ گھمنڈ نے وزیراعظم کو صدر، فوج اور عدلیہ کے لئے چیلنج بنادیا ہے۔

○ باعتماد ذرائع کے مطابق چیف آف آرمی سٹاف کی طرف سے حکومت کو فوجی قیادت کی تشویش سے آگاہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ حکومت قانون کی جنگ قانون اور آئین کے دائرے میں طے کرے۔ چیف جسٹس کی جانب سے فوج کی مدد مانگنے کے بعد تازہ واقعات اداروں کی بقاء کے لئے خطرناک ہیں۔ تمام متحارب اداروں کو آپس میں مل بیٹھ کر معاملے کو حل کرنا چاہئے۔ حکومت عدالت کے اندر صفائی پیش کرے۔ اعلیٰ ترین ادارے کو آئینی ذمہ داریوں سے روکنے کے لئے طاقت کے استعمال سے قوم کا اعتماد اٹھ جائے گا۔

○ سپریم کورٹ کے جن دس ججوں نے چیف جسٹس سید سجاد علی کے احکامات کو رد کرتے ہوئے فل کورٹ اجلاس میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔ جسٹس سعید الزمان صدیقی۔ جسٹس فضل الٰہی خان۔ جسٹس ارشاد حسن خان۔ جسٹس افراسیاب خان۔ جسٹس ناصر اسلم زاہد۔ جسٹس منور احمد مرزا۔ جسٹس خلیل الرحمان خان۔ جسٹس شیخ اعجاز نثار۔ جسٹس عبدالرحمان خان اور جسٹس شیخ ریاض۔

○ حکومت پنجاب نے صوبہ بھر میں مساجد اور دینی مدارس کی پیشگی منظوری کے بغیر تعمیر پر پابندی لگادی ہے۔ اور ہدایت جاری کی ہے کہ حکومت کی طرف سے نقشہ کی منظوری کے بغیر کوئی مسجد یا دینی مدرسہ تعمیر نہ کیا جائے۔

○ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے کہا ہے کہ وزیراعظم نواز شریف نے اپنی کرپشن چھپانے کے لئے عدلیہ کو تباہ کردیا ہے۔ ایمانداروں کو عدلیہ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بھاری مینڈیٹ سے آمریت قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

احمدی احباب کیلئے خصوصی رعائت
سرمد جیولرز
پروپرائیٹرز: شہزاد اسلم - رضوان اسلم
دوکان نمبر 4 عمر مارکیٹ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور
فون رہائش 7582408

بہنوں کے پُرزور اصرار پر
تین نئے آئیٹمز کا اضافہ
کرش ویلوٹ • پشمینہ • سٹون واش پرنٹ
لیڈیز سوٹنگ میں نیا اضافہ
• اکبر احمد 32/4 دارالصدر غربی حلقہ قمر ربوہ
ملحقہ کوٹھی حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صاحب
212866

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان: 212515 رہائش: 212300

شعبہ تشخیص و تجویز
ہمارے دواخانہ میں تجربہ کار اطباء کرام کی زیر نگرانی تشخیص و تجویز کا سلسلہ جاری ہے اگر آپ یا آپکے کوئی عزیز کسی مرض میں مبتلا ہوں راولپنڈی اور گردونواح کے حضرات تسلی بخش علاج کیلئے مطب میں تشریف لائیں اور مفت مشورہ حاصل کریں اور جو حضرات کسی وجہ سے مطب میں نہ آسکتے ہوں، جوابی لفافہ بھیج کر تشخیص فارم طلب کریں۔
آپ کا خادم
ناظم اعلیٰ
دواخانہ حکیم اکمل خان صادق آباد راولپنڈی فون: 429888

مرکز میں رہائش کیلئے بروقت منصوبہ بندی کریں
مکان یا پلاٹ کی خریداری کے لئے
رابطہ: کہکشاں پراپرٹی سنٹر نزد جلسہ گاہ جدید ربوہ
فون 211842

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت
کا با اعتماد ادارہ
ڈالر ریچ
آفس 6-A گیلری 4 ریجنسی پلازہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون دفتر: 730288
رہائش: 726524
پروپرائیٹر ملک عبدالصمد
موبائل: 0300-661524